امام ابوالحسن الماوردی کی تفسیر "النکت والعیون" سے سورۃ یوسف کا اختصاصی و تجزیاتی مطالعہ

An Exclusive and Analytical Study of Surah Yusuf from the Tafsir Al-Nukat wa Al-'Uyun by Imam Abu al-Hasan al-Mawardi

Ijaz ul Haq
M.Phil Research Scholar Qurtuba University of Science and Information Technology Peshawar Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan
Email: ijazulhaqkhan05@gmail.com
Dr. Sardar Ali
Assistant professor Deptt of Islamic studies Qurtuba University of Science and Information Technology Peshawar Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan
Email: dr.sardarali@qurtuba.edu.pk

Abstract

The purpose of it is said to be "احسن القصص" the best stories because in it there is a transition from one state to another, such as from sadness to happiness, from constraint to freedom, from jail to liberation, from separation to union, from appearance to reality, from slavery to kingship, from death to life, and from blindness to vision. In addition, in this event, there is religion and the world, unity and jurisprudence, principles of politics and government, human psychology, and economic well-being. There are the embellishments of beauty and love, and the embrace of asceticism and piety. It also mentions the prophets and the righteous, as well as angels and demons, genies and humans, the states of kings, merchants, scholars, and the ignorant. The cunning of women who turn away from the straight path is also described, and deceit is revealed. The purpose is to cure the sick, dreams become true, prayers are accepted, one finds oneself, and the oppressor is brought to account. What can the wrongdoer do in front of it? Success becomes your destiny. You find Allah. The chains of desires weaken and break. Patience and gratitude become your habit. But it is not easy to attain this. It requires years of hard work, whether mental or physical. You have to stand up many times after falling. You have to be betrayed many times. The heart breaks many times and then, it builds the house of Allah. The heart of a human should be like a broken clay vessel, in which only the love of Allah is poured. If the love of a person enters from one side, it should exit from the other side. The destination of a human should be his Lord. It seems as if the study of this blessed Surah provides us with an opportunity to deeply examine and align ourselves with the true spirit of servitude to Allah, reflecting it in our lives in every aspect.

Keywords: Imam Abu al-Hasan al-Mawardi, Tafseer Al mawardi,Surah e Yousaf, AHSAN UL QASAS

امام ماوردی کا علمی مقام و مرتبہ:

امام ماوردی رحمہ اللہ چوتھی اور پانچویں صدی ہجری کے ایک بڑے فقیہ اور مفسر گزرے ہیں، آپ 364ھ کو بصرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا علمی مقام عوام اور علماء میں بہت زیادہ مشہور تھا۔ آپ کا پورا نام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البصری

الشافعی الماوردیؒ[1] (میم اور واو کے زبر اور را کے سکون کے ساتھ) اور اس لقب سے اس لئے مشہور ہوئے کیونکہ وہ عرقِ گلاب کا کاروبار کرتے تھے یعنی عطر فروش تھے[2]۔ آپ کا دوسرا لقب قاضی القضاء بھی ہے۔ آپ پہلے اس لقب سے ملقب ہوئے۔ امام سبکی فرماتے ہیں: "لایجوز لاحد ان یتسمی بقاضی القاضی"[3] کہ کسی کو قاضی القضاء کالقب اپنانا جائز نہیں ہے۔

آپ کا علمی مقام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے، خاص طور پر وہ جس نے آپ کی سیرت کا گہرا مطالعہ کیا ہو، اس لئے کہ آپ علم و عمل، زہد و تقویٰ کے پیکر اور شافعی مذہب کے امام تھے۔ اور یہ وہ صفات ہیں کہ جو بندہ ان صفات سے متصف ہوتا ہے تو مسلمانوں کے دلوں اور علم کے اوراق کا زینت بن جاتا ہے۔ چند محققین علماء کی آراء درجہ ذیل ہیں۔

- آپ کے تلمیذ رشید خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ماوردی شوافع کے بڑے فقیہ تھے، اور اُن کے اصول فقہ اور فروع میں متعدد تصانیف ہیں، اور ثقہ ہیں۔[4]
- امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حاوی کبیر (جو امام ماوردی کی کتاب ہے) کے مصنف امام ماوردی فقہ، اصول فقہ اور تفسیر کے امام تھے، اور آپ کو عربی ادب پر بڑی دسترس حاصل تھی۔[5]
- امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ماوردی شوافع کے بڑے فقیہ تھے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی اور وہ ثقہ و نیکوکار تھے۔[6]
- امام سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ماوردی جلیل القدر عالم تھے مذاہب میں آپ کو دسترس حاصل تھی، اور جمیع علوم میں کامل مہارت رکھتے تھے۔[7]
- امام ابن خلکان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ماوردی شوافع کے کبار فقہاء میں سے تھے۔ شافعی مذہب کے حافظ تھے، اور فقہ شافعی میں انہوں نے حاوی کبیر تصنیف فرمائی اور جو اس کتاب کا مطالعہ کرے گا تو آپ کے تبحر علمی اور معرفت تامہ اس پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی۔[8]
- امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ فقہ شافعی کے حافظ تھے، عظیم القدر عالم تھے، ہر فن میں آپ کی تصانیف ہیں۔[9]
- حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ ماوردی رحمہ اللہ اقضی القضاۃ تھے، اور آپ کی کئی تصانیف ہیں۔[10]
- علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ باعزت و باوقار حلیم و ادیب تھے، ادب اور شدت احتیاط کی بنا پر کبھی بھی کسی سے سوال نہ کرتے۔ اور پھر علامہ ابن کثیر نے وہ اشعار ذکر کیے ہیں جو علامہ ابن خلکان نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمائے تھے۔

جری قلم القضاء بما یکون فسیان التحول والسکون

جنون منك ان تسعى الرزق و يرزق في غشاوته الجنين [11]

- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے لسان المیزان میں شیخ ابو حامد کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ امام ماوردی رحمہ اللہ بغداد میں تشریف لائے اور تدریس و تصنیف کا کام سرانجام دیا، اور فقہ شافعی کے حافظ تھے۔ لیکن فقہ، حفظ و علم اور تاریخ میں اتنا بلند مقام آپ کو اعتزال کی تہمت سے نہ بچا سکا۔[12]
- طبقات الشافعیہ میں تاج الدین السبکیؒ نے ان کا شمار فقہاء شافعیہ کے کبار علماء میں کیا ہے۔ امام ماوردی شافعی مذہب کے متعصب فقہاء میں نہیں تھے بلکہ اپنے مذہب کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب پر بھی اچھی طرح عبور رکھتے تھے۔ جب وہ اپنی تفسیر میں کسی فقہی مسئلہ یا فقہی احکام کے متعلق آیات ذکر کرتے ہیں، تو شافعی مذہب کے اقوال کے علاوہ دوسرے مذاہب کے ائمہ کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں۔، اور یہی راسخین فی العلم علماء کا مسلک ہوتا ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کے علماء کی آراء اور اقوال کا احترام کرتے ہیں، اگرچہ وہ ان کے مخالف ہوتے ہیں۔ اور کبھی کبھار امام ماوردی شافعی مذہب کے خلاف کر کے اپنی ایک رائے بیان کرتے ہیں۔[13]
- امام ماوردی نے مختلف علوم میں مثلاً تفسیر، فقہ، نحو، سیاست شرعیہ میں مختلف کتابیں لکھی ہیں، ان میں الحاوی الكبير، الاقناع فی الفقه، ادب الدنيا والدين، الاحكام السلطانيه، قانون الوزارة والسياسة الملك، اعلام النبوه ،كتاب البيوع ،كتاب الكافی ،كتاب التسهيل النظر وتعجيل الظفر (غیر مطبوعہ) ،كتاب نصيحة الملوك ،كتاب امثال القرآن (غیر مطبوعہ) ،اداب القاضی ،كتاب النحو ،كتاب الامثال و الحكم ،معرفة الفضائل، اداب التكلم ،تفسير القرآن المسمى بالنكت والعيون وغیرہ شامل ہیں۔

وفات:

آپ منگل کے روز ربیع الاول کے مہینے میں 86 سال کی عمر میں 450ھ کو فوت ہوئے، جنازہ خطیب بغدادی نے پڑھایا[14]۔ اور مقبرہ باب حرب میں مدفون ہیں۔ انا لِله وانا اليه راجعون۔

امام ماوردی کی تفسیر کا تعارف:

تفسیر میں ان کی کتاب النکت والعیون ہے۔ امام ماوردی نے اپنی اس تفسیر کے مقدمے میں اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ جب ہم نے اس کے نام کے بارے تتبع اور تلاش شروع کی تو کہیں پر اس کا نام العیون فی تاویل القرآن[15] ملا، کہیں پر تفسیر الماوردی[16] ملا، اور بعض مصادر میں ان کی تفسیر کا تذکرہ ملتا ہے، لیکن انھوں نے نام ذکر نہیں کیا ہے۔ جبکہ بعض نے اسے النکت[17] کا نام دیا ہے۔ البتہ لغت کی کتابوں میں ہم نے ان کا معنی یہ تلاش کیا۔ النکت نکتہ کی جمع ہے۔

اور اس کا معنی ہے "النقطة السوداء فی الابیض والبیاض فی الاسود[18]" جبکہ اصطلاح میں 'هی المسائل اللطیفة التی اخرجت بدقة نظرٍ و امعان فكرٍ[19]۔ وہ لطیف مسائل جو دقت نظر اور فکر کی گہرائی سے معلوم کئے جاتے ہیں۔

اور عیون عین کی جمع ہے اس کا معنی ہے "وعين الشئ هو النفيس منه[20]" یعنی عین کسی چیز کا وہ ہوتا ہے جو اس سے قیمتی ہو۔ تو اس کا معنی ہو گا "انها المسائل اللطیفه النفیسه المستخرجه بدقة من التفسير" وہ لطیف اور نفیس مسائل جو دقت نظر سے تفسیر سے اخذ کئے جاتے ہیں۔

ان کی تفسیر میں یہ بات بھی سامنے آتی ہے، کہ اپنی تفسیر میں مختلف فرق اسلامیہ کے اقوال نقل کرتے ہیں اور ان کا حوالہ نہیں دیتے۔ کبھی صحابہ کرام سے کبھی تابعین سے اور کبھی اتباع تابعین سے تفسیری اقوال لیتے ہیں اور اس طرح معتزلہ اور صوفیہ سے بھی اقوال لیتے ہیں۔ اور شاید اس سے ان کا مقصد بہت سارے اقوال کو جمع کرنا ہوتا ہے، اس لئے آپ نے اپنی تفسیر کو سلف اور خلف کے اقوال کا جامع بنایا ہے اور انھوں نے اس تفسیر میں اپنے کسی مخالف پر رد بھی نہیں کیا ہے۔ اس لئے تو انھوں نے اصحاب المعتزلہ جیسے اصم اور ابن بحر کے اقوال ذکر کئے ہیں۔

تفسیر ماوردی حسن ترتیب میں ایک الگ شان رکھتی ہے۔ اس کی ہر آیت کی تفسیر میں سارے اقوال کو اکٹھا کیا گیا ہے۔ اس کی ترتیب وار پہلا قول، دوسرا، اور تیسرا الخ تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ اور ہر قول کو اس کے قائل کی طرف نسبت کر کے ذکر کرتے ہیں، اور ان کے اقوال کے لئے محدود عبارت پر اکتفاء نہیں کرتے۔ ہم دیکھتے ہیں، تو وہ مختلف اقوال کے لئے مختلف عبارات استعمال کرتے ہیں جو درجہ ذیل ہیں:

1. اختلف اهل العلم فيها ،على ثلثة اقاويل او اربعه او اكثر [21]۔
2. ففيه تاويلان او ثلاثة تاويلات او اكثر [22]۔
3. فيه وجهان او فيه ثلاثة اوجه[23] او اكثر۔

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا قول إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ "امام ماوردی فرماتے ہیں ،فیه وجهان :احدهم: انشقت و الثانی :سقطت ۔

4. يحتمل معنيين [24]او يحتمل وجهين[25] او اكثر ۔

امام ماوردی اپنے مقدمہ تفسیر میں مختلف اجتہادات کا ذکر کر کے اسے محتمل کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ میں نے اس تفسیر کو سلف اور خلف کے اقوال کا جامع اور وضاحت کرنے والا بنایا ہے۔ اور ہر اس مقام پر لفظ یحتمل اور محتمل ذکر کر کے یہ واضح کیا ہے کہ یہ میرا اجتھاد یا اضافہ ہے۔ اور ایسے مقامات سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کے اس قول

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ[26] امام ماوردی(وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ)کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس میں دو اقوال ہیں۔پہلا یہ کہ انہیں حق اور ہدایت سے منع کیا۔دوسرا یہ کہ انھوں نے اپنے عقیدے کے لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے منع کیا کہ ان پر اپنا دین خلط ملط ہوا ہے۔یہ دو معانی ان کے اپنے اجتہاد سے ممکن نہیں ہیں۔جب ہم نے تفسیر طبری کی طرف رجوع کیا جو اصل مصادر میں سے ہے،تو انھوں نے یہی دو محتملات ذکر کیے ہیں۔

ایسا ہی امام ماوردیؒ لفظ یحتمل استعمال کرتے ہیں۔اور کبھی قول بمع قائل کے ذکر کرتے ہیں،جیسا کہ اللہ کے اس قول" وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ"[27] میں فرماتے ہیں کہ اس میں پانچ اقوال ہیں،اور ہر قول کی نسبت قائل کی طرف کرتے ہیں۔پھر چھٹے قول کی نسبت ابن بحر کی طرف کرتے ہیں۔تو اس اعتبار سے جو اس نے کیا ہے،ان کے ہر قول پر اجتہاد کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔کیونکہ انھوں نے اس قول کی نسبت اپنی طرف نہیں کی ہے بلکہ اس کے قائل کی طرف نسبت کی ہے باوجود اس کے کہ انھوں نے مقدمہ تفسیر میں اس لفظ کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ اس کا اپنا قول دوسروں کے قول سے الگ ہو جائے۔

امام ماوردی تفسیری اقوال ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اس میں تین یا زیادہ تاویلات ہیں،دو یا زیادہ اوجُہ ہیں، تین یا زیادہ اقوال ہیں۔پھر اس عبارت میں ایک نئے معنی کا اضافہ کرتے ہیں،اور کہتے ہیں کہ اس میں تین یا چار احتمالات ہیں۔لیکن ان کی تفسیر پر اس وقت اعتماد بڑھ جاتا ہے جب یہ دوسروں کے اقوال نقل کر کے اس کے قائل کو بھی ذکر کرتے ہیں،اور اسکی نسبت کسی غیر کی طرف یا اپنی طرف بالکل نہیں کرتے۔

سابقہ ادب کا جائزہ:

امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پر مختلف ادوار میں مختلف نوعیت سے کام کیا گیا ہے۔یہ تفسیر عرصہ دراز تک مخطوطہ کی صورت میں پڑی رہی۔بعد میں عبد الرحمٰن الشایع نے جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ سے 1406ھ میں ابتداء سے سورۃ المائدہ تک تحقیق کی،لیکن تا حال طباعت نہیں ہو سکی تھی،اس کے بعد 1402ھ میں خضر محمد خضر کی تحقیق اور عبد الستار ابو غدہ کے مراجعہ کے ساتھ یہ تفسیر وزارت او قاف امور اسلامیہ کویت کی طرف سے چار جلدوں میں طبع ہوئی، لیکن اس طبع کو کماحقہ شہرت نہ مل سکی۔پھر آخری مرتبہ مکتبہ دار لکتب العلمیہ بیروت نے عبد المقصود بن عبد الرحیم کی تحقیق کے ساتھ چھ جلدوں میں 2012ء کو طبع اور شائع کی۔جو ہمارے سامنے موجود ہے۔اس کے علاوہ بدر محی الدین نے "ابو الحسن الماوردی مفسرا" کے عنوان سے مراکش میں اور رشاد احمد یوسف نے اسی عنوان سے جامعہ المنیا مصر میں اس پر تحقیقی مقالات لکھے۔تفسیر الماوردی کی مختصرات بھی لکھی گئی ہیں جن میں سے ایک عز بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ کی

التفسیر العظیم المسمیٰ تفسیر القرآن العظیم ہے، جسے تفسیر الماوردی کا اختصار قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح مختصر تفسیر الماوردی جو کہ ابو بکر خطاب عمر محمد کی تالیف ہے۔ اسی طرح تفسیر الماوردی کے منہج پر بھی کئی محققین نے کام کیا ہے جیسا کہ جامعہ ام القری سعودی عرب میں بدر محمد السمیط نے "منہج الماوردی فی تفسیرہ النکت والعیون" کے عنوان سے تحقیقی مقالہ تحریر کیا۔ اسی طرح عبد السلام حسن احمد حامد نے "الامام ابو الحسن الماوردی و منہجہ فی التفسیر" کے عنوان سے جامعہ القرآن الکریم والعلوم الاسلامیہ سوڈان، عاصم مصطفی دفع اللہ محمد احمد نے "الماوردی و منہجہ فی التفسیر" پر جامعہ ام درمان الاسلامیہ سوڈان سے، سالم مفتاح علی مبارک نے منہج الماوردی فی تفسیرہ النکت والعیون" پر جامعہ الفاتح لیبیا سے، وشیار علی حسین نے " المذاهب الفقهية اتجاهاتها في مناهج المفسرین تفسیر الماوردی نموذجا" پر جامعہ ام درمان سوڈان سے، اور خان قار میش نے" الماوردی و منہجہ فی التفسیر" پر جامعہ انقرۃ ترکی سے عمر محمد یحیی نے اسے مذکورہ بالا عنوان کے تحت جامعہ بغداد عراق سے، مختار محمد محمد جابر نے "الامام الماوردی و منہجہ فی التفسیر پر جامعہ الازہر مصر سے، فتحیہ لکحل نے "منہج الامام الماوردی فی تفسیر القرآن" جامعہ الامیر عبد القادر الجزائر سے، اور مرزا ارشد ندیم بک نے إضافات الماوردي في تفسيره النكت والعيون، من سورة الإسراء إلى سورة الحج، جامعة قطر سے، اور: سمية عبد الرحمن آمیر نے إضافات الماوردي في تفسيره (النكت والعيون) من سورة (فصلت) إلى سورة (النجم)، جامعة قطر سے۔ اور آسماء عباس جاسم نے مباحث علوم القرآن في تفسير الماوردي النكت والعيون،، جامعة الإسلامية سے مختلف درجات میں تحقیقی مقالہ جات لکھے ہیں۔

اس تفسیر کو مختلف ناشرین نے اپنے مکتبات سے شائع کیا جن میں دار الکتب العلمیہ بیروت سر فہرست ہے جس نے تفسیر مذکورہ کو السید بن مقصود بن عبد الرحیم کی تعلیقات کے ساتھ چھ جلدوں میں شائع کروایا، اور مؤسستہ السعدیہ ریاض نے بھی اسے شائع کیا ہے۔ محققین نے عربی تفسیر کی تخریج و تحقیق عربی زبان میں ہی کی ہے جبکہ بعض مقامات پر غیر ضروری تفصیل اور بعض جگہوں پر نہایت اختصار سے کام لیا ہے۔ دیگر یونیورسٹیز کی طرح قرطبہ یونیورسٹی کے شعبہ اسلامک سٹڈیز کے تحت بھی اس سے پہلے مختلف تفاسیر جیسا کہ امام سمرقندی کی تفسیر بحر العلوم پر ۲۰۱۶ میں پراجیکٹ کے طور پر کام کروایا گیا تھا۔ اس تفسیر کی علمی اہمیت کے ہوتے ہوئے بھی تاحال اس تفسیر کا اردو زبان میں ترجمہ نہیں کیا گیا۔ الغرض اس تفسیر پر مذکورہ عنوان سے کوئی بھی تصنیف موجود نہیں ہے اور نہ ہی کسی بھی یونیورسٹی میں ایم فل پی ایچ ڈی کی سطح پر کوئی تحقیقی مقالہ لکھا گیا۔ مذکورہ تفسیر کی علمی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر کام کرنے کی اشد ضرورت ہے اور مقالہ نگار نے اللہ تعالی کے فضل و احسان کے طفیل اس علمی خلا کو پر کرنے کی حتی الوسع جدوجہد کی ہے۔

امام ماوردی کا تفسیری منہج واسلوب:

تفسیر ماوردی کا شمار قدیم تفاسیر میں ہوتا ہے، انھوں نے قرآن مجید کی تفسیر مصحف کے مطابق کی ہے اور ان

آیات کے شان نزول کو بیان کیا ہے جن کا سبب نزول وارد ہوا ہے۔ خاص طور پر ان آیات کا جن کا معنی متشابہات میں ہے۔ اور ان کے بارے میں آپ ﷺ سے یا صحابہ کرام سے کچھ روایات مروی ہیں۔ اور ان مفردات کی تشریح اور معنی بیان کیا ہے جن کی تشریح کی ضرورت ہے۔ یا جن کے معنی میں کئی احتمالات ہیں اور مفسرین نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ تو امام ماوردی نے اس کے کئی معانی ذکر کئے ہیں۔ جیسا کہ بعض آیات میں مختلف قراءات، وجوہ اور فقہی احکامات والی آیات ہیں تو ان سب کو ذکر کیا ہیں۔

سب سے پہلے ہم امام ماوردیؒ کے تفسیری مصادر معلوم کریں گے۔ یعنی جن سے تفسیر، قراءت، کتب احادیث وآثار، کتب لغت والنحو والشعر، کتب فقہ اور کتب تاریخ والسیر والاخبار میں اقوال لیتے ہیں اور ان کو بطور استشہاد پیش کرتے ہیں۔ تو اس سے ہمیں امام ماوردی کا تفسیری منہج معلوم ہو جائے گا۔

امام ماوردی کے تفسیری مصادر:

امام ماوردی سلف صحابہ میں ابن عباسؓ، ابی بن کعبؓ اور حذیفۃ الیمان رضی اللہ عنہ کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ تابعین میں مجاہدؒ، حسن بصریؒ، قتادہ اور عطاء بن ابی رباح سے اور تبع تابعین میں کلبی، مقاتل بن سلیمان، اور سفیان ثوری وغیرہ سے اقوال نقل کرتے ہیں۔ اور اسکے بعد کے مفسرین سے بھی نقل کرتے ہیں۔ جیسے تفسیر ابن جریر طبریؒ، تفسیر عبد الرحمٰن بن ابی حاتم، تفسیر ابی بکر النقاشؒ، تفسیر ابی ذکریا الفراءؒ، تفسیر ابی اسحاق الزجاج، تفسیر یحیی بن سلام، ابی مسلم محمد بن بحر الاصفھانی، عبد الرحمٰن بن کیسان الاصمؒ، اور تفسیر ضحاک سے۔

مصادر قراءت:

قراء کے مصادر میں سے کتاب القراءات لابی عبید القاسم بن سلام(224ھ)، کتاب القراءات لابی حاتم سجستانی(255ھ)، کتاب القراءات لاحمد بن جبیر بن محمد الکوفی(258ھ)، کتاب القراءات قاضی اسماعیل بن اسحاق المالکی صاحب قالونؒ(282ھ) وغیرہ سے نقل کرتے ہیں۔

مصادر احادیث واثار:

اس تفسیر پر تفسیر بالماثور کا رنگ غالب ہے۔ اس لئے تو وہ قرآنی آیات کے تحت احادیث مبارکہ لاتے ہیں، اور بعض صحابہ کرام سے آثار بھی نقل کرتے ہیں۔ جیسے علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس وغیرہ سے اور کبھی کبھار ان پر رد بھی کرتے ہیں جیسے ابن مسعود پر کیا ہے کہ انھوں نے معوذتین کو قرآن کا حصہ ماننے سے انکار کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ تو آپ ﷺ کی ایک دعا تھی جس کے ذریعے آپ ﷺ اللہ سے پناہ طلب کرتے تھے[28]۔ احادیث اور آثار کے نقل کرنے میں سند اکثر طور پر ذکر نہیں کرتے بلکہ متن ذکر کرتے ہیں اور یہ باور کراتے ہیں کہ اس کی سند

دوسری تفاسیر جیسے ابن جریرؒ، ابن ابی حاتمؒ، میں موجود ہے اور اکثر مفسرین کا یہی طریقہ کار ہوتا ہے۔ امام ماوردی اکثر صحیح اور حسن اقوال ذکر کرتے ہیں، اور کبھی کبھار ضعیف اقوال بھی لاتے ہیں۔[29]

مصادر لغت ونحو وشعر:

امام ماوردی اپنی تفسیر میں مشہور لغوین سے الفاظ اور کلمات کی لغوی تشریح نقل کرتے ہیں۔ جیسے امام کسائیؒ، فراء، اخفش، مبرد، سیبویہ، اس طرح مشہور شعراء کے شعروں کو استشہاد میں لاتے ہیں۔ جیسے اصحاب المعلقات، کعب بن زہیر، خنساء، نابغہ ذبیانی، ابی طالب بن عبد المطلب، حسان بن ثابتؓ، کعب بن مالکؓ، عبد اللہ بن رواحہ، کل 80 شعراء سے تقریباً 2 ہزار اشعار کا ذکر کیا ہے۔[30]

مصادر فقہ:

صاحب تفسیر نے فقہی احکام والی آیات میں ایک جدید اور نہایت اچھا اسلوب اختیار کیا ہے جو نہ زیادہ طویل اور نہ زیادہ قصیر ہے۔ اسکی وجہ انکی کامل فقاہت اور فقہ پر عبور حاصل تھی، اسی وجہ سے تو قاضی القضاء کے عہدے پر پہنچ گئے۔ جیسے انکے احکامات سورۃ بقرہ اور سورۃ نور میں موجود ہیں۔ اور جب کوئی فقہی مسئلہ یا حکم ذکر کرتے ہیں تو اکثر اس کے دلائل ذکر نہیں کرتے ہیں بلکہ کبھی کبھار ذکر کرتے ہیں۔ اور آپؒ ایک غیر متعصب فقیہ تھے۔ اسلئے تو امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، ابن حزم ظاہریؒ، الثوریؒ، الاوزاعیؒ، ابن ابی لیلیٰؒ اور الزھریؒ، وغیرہ سے اقوال نقل کرتے ہیں سوائے امام احمد بن حنبلؒ کے کہ وہ انکے نزدیک محدث تھے نہ کہ فقیہ[31]۔

مصادر تاریخ والسیر والاخبار:

امام ماوردی مشہور اہل سیر و مغازی سے نقل کرتے ہیں۔ جیسے ابن اسحاقؒ (151ھ)، واقدی (207ھ)، کی کتاب المغازی سے، المسعودی (346ھ)، وہب بن منبہ (116ھ)، زبیر بن بکار (256ھ) سے۔ اس کے علاوہ امام ماوردی نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں اپنے منہج کو اجمالی طور پر یوں بیان کیا ہے۔

1. امام ماوردی فرماتے ہیں کہ میں نے ان آیات کی تفسیر کو چھوڑا ہے جن کا معنی ظاہر ہے اور قاری کو صرف تلاوت اور محض تصور سے سمجھ میں آتا ہے[32]۔
2. ان کی یہ تفسیر ان آیات اور مفردات کے معانی پر مشتمل ہے جن کا معنی مخفی اور پوشیدہ ہے[33]، اس لئے میں نے قرآن مجید کی ساری آیات کی تفسیر نہیں کی۔
3. اور اس تفسیر کو انھوں نے سلف اور خلف کے اقوال کا مجموعہ بنایا، المؤتلف اور المختلف[34] کی وضاحت کی، یعنی صحابہ کرام، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور حتی کہ اس کے بعد کے مفسرین کے اقوال کو جمع کیا۔

4. اور اپنے اجتہاد سے ایک نیا معنی بھی بیان کیا جس کے معنی کی طرف کسی کا ذہن نہیں گیا ہے، اور وہ کئی معنی کا احتمال بھی رکھتا ہو۔

5. امام ماوردی پہلے قرآنی آیت ذکر کر کے ان کا شان نزول ایک ہو یا زیادہ ذکر کرتے ہیں۔ اور اسباب نزول میں کسی ایک قول کو ترجیح نہیں دیتے اور نہ اس کے بارے میں کوئی رائے قائم کرتے ہیں۔ اس کی مثال وہ اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ذکر کرتے ہیں "مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ"[35] امام ماوردیؒ اس آیت کے سبب نزول میں ابن عباس سے نقل فرماتے ہیں، کہ یھودیوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ہمیں اپنی عبادت کی طرف بلاتے ہیں جیسے عیسیٰؑ نصاری کو اپنی عبادت کی طرف بلاتے تھے۔ تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی[36]۔

6. اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ماوردیؒ تفسیری اقوال نقل کرنے میں کن کن ماخذ و مصادر کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان سے اقوال لیتے ہیں۔ لھذا یہی شان نزول انھوں نے تفسیر طبری سے لیا ہے [37]۔ امام ماوردی آیت کی تفسیر میں سارے اقوال ذکر کرتے ہیں پھر اس کی ترتیب وار تفصیل بیان کرتے ہیں اور پہلے قول پھر قائل ذکر کرتے ہیں۔ اور کبھی کبھار اقوال میں ترجیح بھی بیان کرتے ہیں۔ اور اقوال کے ذکر کرنے میں مختصر عبارت پر اکتفاء نہیں کرتے، دوسری مثال جس میں امام ماوردیؒ ابن جریر سے نقل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان "مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا" [38] اس آیت کے تحت فرماتے ہیں" قال الطبری نكح رسول الله ﷺ خمس عشرة ودخل بثلاث عشرة و مات عن تسع وكان يقسم لثمانٍ[39]" کہ آپ ﷺ نے پندرہ عورتوں کے ساتھ نکاح کیا تیرہ کے ساتھ تعلق ازدواج قائم کیا نو بیویوں سے پہلے فوت ہوئے اور اٹھ کے لئے باری مقرر کی تھی۔

اسی طرح عبد الرحمٰن بن ابی حاتم سے نقل کرتے ہیں۔ اللہ کے اس قول 'إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ'[40] کے تحت امام ماوردی کے نزدیک اس میں پانچ اقوال ہیں۔ پانچویں قول کی نسبت عبد الرحمٰن بن ابی حاتم کی طرف کر کے فرماتے ہیں، "انه الناصح فی خلقه قاله عبدالرحمٰن بن ابی حاتم"[41]۔

اسی طرح دوسری جگہ اللہ کے اس قول 'وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقرآن فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَى قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ' [42] کے تحت فرماتے ہیں کہ اس میں دو اقوال ہیں، اور دوسرے کے بارے میں کہتے ہیں: "فلما فرغ من قراءت القرآن ولو الی قومهم منذرین ،حکاه عبدالرحمٰن ابن ابی حاتم[43]۔

اسی طرح النقاش سے تفسیر میں نقل کرتے ہیں ،اللہ کے اس قول کے تحت "فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ"[44] امام ماوردی فرماتے ہیں اس میں چھ اقوال ہیں، اور چھٹے میں کہتے ہیں" معناه فرق القول فيهم مجتمعين وفرادى حكاه النقاش [45]۔

اسی طرح فراء سے نقل کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے اس قول کے تحت "أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ"[46] امام ماوردی کے نزدیک اس میں سات اقوال ہیں،اور چھٹا فراء کا ہے"اذادعاكم الى ما فيه احياء امركم في الدنيا قاله الفراء [47]۔

اسی طرح زجاج سے بھی نقل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت "لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ" [48] اس میں دو اقوال ہیں اور دوسرا ہے"معناه ولكن البر من امن بالله يعني الاقرار بوحدانيته و تصديق رسله حكاه الزجاج[49] ۔

اسی طرح سے یحیی بن سلام سے بھی نقل کرتے ہیں،اللہ کے اس قول"إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا' [50] امام ماوردی کے نزدیک اس میں دو قول ہیں،اور دوسرا کفر کا ہے قاله يحيى بن سلام [51]۔

6۔اس تفسیر میں امام ماوردی مختلف قراءات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ کبھی قراءات متواترہ اور کبھی شاذہ ذکر کر کے ان کا معنی اور توجیہ بھی بیان کرتے ہیں۔ اور انکی مصادر کی طرف اشارہ نہیں کرتے بلکہ ان قراءات کو ان کے اصحاب کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے ابن کثیر نے کہاہے۔ حمزہ اور کسائی نے پڑھا اور کہاہے۔اسکی مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے" وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ'[52] امام ماوردی فرماتے ہیں کہ ابن کثیر، ابو عمر اور کسائی نے اسکو "ظا" کے ساتھ پڑھا ہے، تو اسکے دو معنی ہیں، پہلا کہ آپ ﷺ پر یہ تہمت درست نہیں ہے کہ وہ غیر منزل کلام لاتا ہے یہ ابن عباس کا قول ہے دوسرا یہ کہ اس کی ادائیگی سے قاصر ہے یہ فراء کا قول ہے اور باقی قراء نے ضاد کے ساتھ پڑھا ہے۔اس کے بھی دو معنی بنتے ہیں، پہلا کہ جو کچھ اس نے سیکھا ہے اس کے سکھانے میں بخیل نہیں ہے۔دوسرا اور جس کا اسے حکم نہیں ملا اس کا حکم بھی نہیں کرتے۔

7۔امام ماوردی لغوین اور نحاۃ میں سے امام فراءؒ، خفشؒ، ابی عبیدہؒ، معمر بن المثنیؒ، زجاجؒ، ثعلبؒ، اور مبردؒ سے نقل کرتے ہیں ،اور اشعار عرب میں غریب الفاظ کے ساتھ شواہد پیش کرتے ہیں، جیسے اس آیت کی تفسیر " لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ'[53] فرمایا کہ کبد میں سات اقوال ہیں"والرابع في الشدة لانها حملته كرهاً ووضعته كرهاً ماخوذ من المكابدة " اور چوتھا قول کہ شدت و سختی سے اٹھایا گیا ہے اور سختی سے جنا گیا اور یہ مکابدہ سے ماخوذ ہے اور اس پر

لبید[54] کا قول بطور استشہاد پیش کیا ہے۔ شعر

یا عین ہلا بکیت اربد اذ قمنا وقام الخصوم فی کبد [55]

ترجمہ۔اے آنکھ تو کیوں نہ روئی جب ہم اور ہمارا مقابل سختی سے (جنگ کے لئے) اٹھے

8۔اور بعض اہل تصوف سے تفسیر اشاری بھی نقل کرتے ہیں جن کو اصحاب الخواطر کہتے ہیں۔اور معانی کی باریکیوں میں گہرائی تک جاتے ہیں اور اس پر حاشیہ بھی لگاتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے اس قول "اذھما فی الغار "میں فرماتے ہیں یعنی اس غیرت میں جس کو وہ کفر کے ظاہر ہونے کی وجہ سے دیکھتے تھے۔یعنی غار سے مراد اپنے رب کے دین پر غیرت مراد ہے،اور یہ معنی جمہور کے خلاف ہے[56]۔

9۔اور کبھی کبھار تفسیر میں اجماعی اقوال نقل کرتے ہیں لیکن یہ بہت کم ہیں اور اسے مختلف الفاظ جیسے اجماع، اجماع اہل العلم، اور اتفاق کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں اسکی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ قول"وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ"[57] امام ماوردی فرماتے ہیں کہ پہلی طرف سے مراد صبح کی نماز ہے بالاتفاق اور دوسری طرف میں تین اقوال ہیں[58]۔

قرآن مجید کے آیات کی تقسیم:

قرآن مجید کے فنی علوم کے ماہرین نے قرآن مجید کی آیات مبارکہ کو مختلف احوال کے حساب سے دس اقسام میں تقسیم کیا ہے۔جن میں ایک ہزار آیات مبارکہ وعد کی، ایک ہزار وعید کی، ایک ہزار نہی کی، ایک ہزار امر کی، ایک ہزار امثال کی، اور ایک ہزار قصص کی۔یعنی کل چھ ہزار آیات ہوئیں، اسکے علاوہ 250 آیات تحلیل کی 250 تحریم کی یعنی احکامات کی پانچ سو آیات اور سو آیات تسبیح کی اور 66 آیات متفرقہ میں درجہ بندی کی ہیں۔

قرآن کریم میں انبیاء اور ان کی قوموں کے واقعات:

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں کل 26 انبیاء کرام کا ذکر فرمایا ہے اور ساتھ ساتھ ان کی اقوام کا بھی ذکر کیا ہے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عبرت کے حصول کے لئے 26 انبیاء کرام کے نام اور واقعات بیان کیے ہیں جن میں چند مشہور حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بہت سے دوسرے انبیاء عظام شامل ہیں۔ قرآن مجید میں ان قصوں کے ذکر کرنے کی بہت سی وجوہات ہیں:

جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"﴿لَقَدۡ كَانَ فِي قَصَصِهِمۡ عِبۡرَةٞ لِّأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِۗ مَا كَانَ حَدِيثٗا يُفۡتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصۡدِيقَ ٱلَّذِي بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَتَفۡصِيلَ كُلِّ شَيۡءٖ وَهُدٗى وَرَحۡمَةٗ لِّقَوۡمٖ يُؤۡمِنُونَ١١١﴾[59]

"ان کے قصے میں عقلمندوں کے لیے عبرت ہے۔ یہ (قرآن) ایسی بات نہیں ہے جو (اپنے دل سے) بنائی گئی ہو بلکہ جو (کتابیں) اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں ان کی تصدیق (کرنے والا) ہے اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔

اور یقیناً قصہ یوسف میں کئی عبرتناک اسباق ہے ہیں جو سیکھنے کے لائق ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف کو "احسن القصص" یعنی ایک **بہترین کہانی** کہاہے، جس میں حضرت یوسفؑ کا قصہ بیان کیاہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتاہے:

﴿نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَيۡكَ أَحۡسَنَ ٱلۡقَصَصِ بِمَآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ وَإِن كُنتَ مِن قَبۡلِهِۦ لَمِنَ ٱلۡغَٰفِلِينَ٣﴾[60]

"اے پیغمبر) ہم اس قرآن کے ذریعے سے جو ہم نے تمہاری طرف بھیجاہے تمہیں ایک نہایت اچھا قصہ سناتے ہیں اور تم اس سے پہلے بے خبر تھے۔

سورۃ یوسف کے بارے میں غلط فہمی:

اس سورت کے مطالعہ سے صرف حضرت یوسفؑ سے زلیخا کی محبت سمجھ میں اتاہیں، لیکن اس واقعہ کے دیگر حصوں کو بالکل نظر انداز نہیں کیاجاسکتا. حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس قصے کو احسن القصص کانام دیاہے، لھذا اس سے معلوم ہوتاہے کہ اس میں کچھ منفرد اور خاص ضرور ہے۔

سورۃ یوسف کا سبب نزول:

اس سورت کے مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ یہ سورۃ آپ ﷺ کی زمانۂ قیام مکہ کے آخری دور میں نازل ہوئی ہوگی۔ جبکہ قریش کے لوگ اس مسئلے پر غور کر رہے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو قتل کر دیں یا جلاوطن کریں یا قید کر دیں۔ اس زمانے میں کفار مکہ نے یہودیوں کے اشارے پر نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا امتحان لینے کے لیے آپ سے دو سوال کئے۔ پہلا کہ بنی اسرائیل شام سے مصر کیسے پہنچے ؟ اور حضرت یوسف عَلَيۡهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کا واقعہ کیاہے ؟ چونکہ اہل عرب اس واقعے سے یکسر ناواقف تھے، اور خود نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان مبارکہ سے بھی اس سے پہلے کبھی اس کا ذکر نہ سنا گیا تھا، اس لیے انہیں توقع تھی کہ آپ یا تو اس کا جواب نہ دے سکیں گے یا اس وقت

ٹال مٹول کر کے کسی یہودی سے پوچھنے کی کوشش کریں گے، اور اس طرح آپ کا معاملہ کھل جائے گا۔ لیکن اس امتحان میں انہیں الٹی منہ کی کھانی پڑی۔ اللہ تعالیٰ نے صرف یہی نہیں کیا کہ فوراً اسی وقت یوسف علیہ السلام کا پورا قصہ آپ کی زبان پر جاری کر دیا، بلکہ اس قصے کو قریش کے اس معاملے پر چسپاں بھی کر دیا جو وہ برادران یوسف کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کر رہے تھے[61]۔

سورۂ یوسف کے بارے میں اَحادیث مبارکہ:

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: "ایک دن یہودیوں کا ایک عالم جو کہ تورات کا ماہر تھا، حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا، اس وقت نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سورۂ یوسف کی تلاوت فرمارہے تھے۔ اس عالم نے سورۂ یوسف سن کر عرض کی: اے محمد ﷺ آپ کو یہ سورت کس نے سکھائی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ سورت سکھائی ہے۔ وہ یہودی عالم حضورِ اقدس ﷺ کا ارشاد سن کر بہت حیران ہوا اور یہودیوں کے پاس آکر ان سے کہنے لگا: "کیا تم جانتے ہو، خدا کی قسم! محمد ﷺ قرآنِ مجید میں ان باتوں کی تلاوت کرتے ہیں جو تورات میں نازل کی گئی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک گروہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور انہوں نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اَوصاف کو پہچانا، مُہرِ نبوت کی زیارت کی، اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سورۂ یوسف سن کر اسلام قبول کر لیا۔[62]

سورۃ یوسف کا نام:

قرآنی سورتوں کے نام توقیفی ہیں، یعنی آپ ﷺ سے منقول ہے، اسی طرح یوسف جو اس سورۃ کا نام ہے، یہ نام اسی سورت ہی میں آیا ہے۔ اس سورۃ مبارکہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات وواقعات کی روشنی میں غلبہ اسلام کی بشارت دی گئی ہے، اسی مناسبت سے اس سورہ مبارکہ کا نام "یوسف" رکھا گیا۔ سورہ یوسف مکی سورۃ ہے جس میں کل 12 رکوع اور 111 آیاتِ بینات ہیں۔

آپ ﷺ اور یوسف علیہ السلام کا حسن:

یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حسین و جمیل پیغمبر کا نام ہے، جن کا حُسن و جمال مشہور زمانہ ہے، آپ ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے "کہ معراج کے موقع پر جب میں حضرت یوسف سے ملا،

فإذا أنا إذا هو قد اعطي شطر الحسن، فرحب ودعا لي بخير"[63]

"کہ جب میں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعا دی، اور انکو اللہ نے حسن کا آدھا درجہ دیا تھا۔

ایک اور حدیث میں ہے "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قِيْلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَتْقَاهُمْ. فَقَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ. قَالَ: فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللهِ بْنُ نَبِيِّ اللهِ ابْنِ نَبِيِّ اللهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللهِ. قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ قَالَ: فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلَامِ إِذَا فَقُهُوْ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔[64]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ کریم کون ہے؟ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو ان میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: ہم اس کے متعلق آپ سے نہیں پوچھ رہے؟ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تو پھر سب سے کریم اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نبی کے بیٹے اور اللہ تعالیٰ کے خلیل کے پوتے ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: ہم اس کے بارے میں بھی آپ سے نہیں پوچھ رہے، آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: پھر تم قبائل عرب کے متعلق مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ جو لوگ زمانہ جاہلیت میں افضل تھے وہ لوگ اسلام میں بھی افضل ہیں جبکہ وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کر لیں۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے، آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا"

عن أبي سعيد الخدري ، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول وهو يصف يوسف حين رآه في السماء الثالثة ، قال: " رأيت رجلا صورته كصورة القمر ليلة البدر ، فقلت: يا جبريل من هذا ؟ قال: هذا أخوك يوسف " قال ابن إسحاق: وكان الله قد أعطى يوسف من الحسن والهيبة ما لم يعطه أحدا من العالمين قبله ، ولا بعده حتى كان يقال: والله أعلم إنه أعطي نصف الحسن وقسم النصف الآخر بين الناس۔[65]

ترجمہ " اَبو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوسف کی تعریف کرتے ہوئے یہ فرماتے ہوئے سنا جس کو تیسری آسمان میں دیکھا تھا" کہ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کی صورت چاندنی کی طرح خوب صورت تھی۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا: 'یہ کون ہے؟' جبرائیل نے جواب دیا: 'یہ تمہارا بھائی یوسف ہے۔'"

ابن اسحاق نے کہا: اللہ نے یوسف علیہ السلام کو حسن اور وقار کا جو حصہ دیا تھا جو کسی کو اس سے پہلے یا بعد میں نہیں دیا تھا، حتیٰ کہ لوگ کہتے تھے: 'یقیناً اللہ کو پتہ ہے، انہوں نے ان کو نصف حسن دیا تھا اور دوسرا نصف لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا تھا۔

اور آپ ﷺ کے حسن کے بارے میں آتا ہے"

حدثنا قتيبة بن سعيد. حدثنا نوح بن قيس الحدّاني عن حسام ابن مصكّ عن قتادة قال:ما بعث الله نبيا إلّا حسن الوجه حسن الصوت، وكان نبيّكم صلى الله عليه وسلم حسن الوجه حسن الصوت وكان لا يرجّع.[66]

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو خوبصورت چہرہ اور خوش کن آواز دے کر بھیجا ہے، تمہارے نبی ﷺ بڑے خوبصورت چہرے اور خوش کُن آواز والے تھے، لیکن وہ قراءت گانے کے انداز میں نہیں کرتے تھے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے" عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ الْكَرِيْمَ بْنَ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللهِ. وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ وَأَحْمَدُ۔[67]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: معزز ابن معزز ابن معزز ابن معزز تو صرف یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن حضرت ابراہیم (علی نبینا و علیہم الصلوات والتسلیمات) ہیں اور حضرت براء رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں حضرت عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔"

اس روایت سے ایک قسم کا تعارض اور شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جناب رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین تھے ۔ علمائے کرام نے اس تعارض کے کئی جوابات دیئے ہیں۔

۱۔ حدیث میں کہا گیا ہے کہ "حضرت یوسف علیہ السلام کو نصف حسن سے نوازا گیا تھا"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو جو حسن دیا گیا تھا، اس کا حسن کا نصف حضرت یوسف علیہ السلام کو دیا گیا تھا۔

۲۔ عربی کا اصول ہے کہ متکلم (بات کرنے والا) خود عمومِ کلام میں داخل نہیں ہوتا ہے۔ فتح الباری میں ہے،

"زاد مسلم في رواية ثابت عن أنس فإذا هو قد أعطي شطر الحسن وفي حديث أبي سعيد عند البيهقي وأبي هريرة عند بن عائذ والطبراني فإذا أنا برجل أحسن ما خلق الله قد فضل الناس بالحسن كالقمر ليلة البدر على سائر الكواكب وهذا ظاهره أن يوسف عليه السلام كان أحسن من جميع الناس لكن روى الترمذي من حديث أنس ما بعث الله نبيا إلا حسن الوجه حسن الصوت وكان نبيكم أحسنهم وجها وأحسنهم صوتا فعلى هذا فيحمل حديث المعراج على أن المراد غير النبي صلى الله عليه وسلم ويؤيده قول من قال إن المتكلم لايدخل في عموم خطابه وأما حديث

الباب فقد حمله بن المنير على أن المراد أن يوسف أعطي شطر الحسن الذي أوتيه نبينا صلى الله عليه وسلم والله أعلم۔[68]

اس لیے "حضرت یوسف علیہ السلام کو نصف حسن سے نوازا گیا تھا" کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے علاوہ دیگر انسانوں میں حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کو نصف حسن دیا گیا تھا۔ اس کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس شعر سے بھی ہوتی ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے: حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن دیکھ کر عورتوں نے اپنی انگلیاں کاٹ لی تھیں، اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن وجمال دیکھ لیتیں تو اپنے دل کاٹ لیتیں۔ ۳۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے بڑی اچھی توجیہ ذکر فرمائی ہے کہ حسن کی مختلف قسمیں ہیں:

ا۔ یک قسم یہ کہ جو دیکھنے والے کو فوراً حیران کر دے اور اس کے دقائق (باریکی) تامل اور غور و فکر کرنے سے متناہی (ختم) ہو جائیں، اس کا لقب حسنِ صباحت مناسب ہے۔

اور دوسری قسم وہ ہے کہ جو دیکھنے والے کو فوراً تو حیران نہ کرے، مگر جوں جوں اس کو دیکھا جائے، توں توں تحمل سے باہر ہوتا جائے اور غور وفکر کرنے سے حسن مزید دل میں گھستا چلا جائے، اس کا لقب حسنِ ملاحت مناسب ہے۔ پہلی قسم کے اعتبار سے حضرت یوسف علیہ السلام زیادہ حسین ہوں گے، اور دوسری قسم میں حضور ﷺ زیادہ حسین ہوں گے، یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن ظاہری طور پر بہت زیادہ ہو اور ایک حد تک ہو۔ اور حضور ﷺ کا حسن معنوی طور پر بہت لطیف اور نازک ہو اور شدت سے ہو۔ پہلی قسم کا نام حسن صباحت (یعنی صاف رنگ کی خوبصورتی) اور دوسری قسم کا نام حسن ملاحت (یعنی چہرے کی کشش کی خوبصورتی) ہو گی۔[69] علامہ قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے جناب رسول اللہ ﷺ کا پورا حسن ظاہر نہیں فرمایا، اس کی حکمت یہ تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا پورا حسن ظاہر فرما دیتے تو ہماری آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھنے کی طاقت نہ رکھتیں۔[70]

سورۃ یوسف کے مضامین:

اگر آپ سورہ یوسف کو بنظر غائر پڑھیں، تو اس سے آپ کو حضرت یوسفؑ کے واقعہ سے ہمیں بہت سے اخلاقی اسباق ملتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہو جائیگا، کہ اس میں بہت سارے موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے، جن میں والدین پر بچوں کی ذمہ داریاں اور فرائض، حسد سے کیسے نمٹا جائے، صبر کیسے کیا جائے، اپنی خواہشات پر کیسے قابو پایا جائے اور بہت کچھ ملے گا۔

آیئے اس پر غور کرتے ہیں کہ ہمیں سورہ یوسف سے کیا سبق ملتا ہے:

1۔ صبر کر کے اللہ پر بھروسہ رکھو:

کنویں کے واقعہ کے فوراً بعد حضرت یوسفؑ کو سلسلہ وار واقعات کا سامنا کرنا پڑا، لیکن ان کا ایمان مضبوط رہا۔ جب وہ مصر میں بیچے گئے، اور فرعون کی بیوی نے ان پر جھوٹے الزامات لگائے، اور وہ بغیر کسی وجہ کے قید کر دیے گئے، حضرت یوسفؑ پر سکون رہے اور صبر کیا۔ انھوں نے ایک جملے میں تمام مصائب کا خلاصہ بیان کیا: اللہ کا ارشاد ہے۔

﴿وَقَدْ أَحْسَنَ بِيٓ إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ ٱلسِّجْنِ وَجَآءَ بِكُم مِّنَ ٱلْبَدْوِ مِنۢ بَعْدِ أَن نَّزَغَ ٱلشَّيْطَٰنُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِيٓۚ إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَآءُۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْحَكِيمُ ١٠٠﴾[71]

"اور اس نے مجھ پر (بہت سے) احسان کئے ہیں کہ مجھ کو جیل خانے سے نکالا۔ اور اس کے بعد کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں فساد ڈال دیا تھا، اُن کو گاؤں سے یہاں لایا۔ بے شک میرا پروردگار جو چاہتا ہے تدبیر سے کرتا ہے۔ وہ دانا (اور) حکمت والا ہے"

2۔ حسد سے پرہیز کرنا چاہیے۔

حسد برادریوں کو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ اور خاندانی نظام کو توڑ دیتا ہے۔ ایسا ہی ہوا جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو یہ وہم ہونے لگا کہ ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام سے دوسرے بیٹوں کی نسبت زیادہ محبت والفت رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کو بھائیوں پر خواب ظاہر کرنے سے منع کیا۔ یہ حسد ہی تھا جس نے ان بھائیوں کو ایک حاسد گروہ بننے پر مجبور کیا اور انھوں نے حضرت یوسفؑ کو کنویں میں پھینک دیا۔ جیسا کہ قرآن نے ذکر کیا ہے،

﴿قَالَ يَٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلَىٰٓ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُواْ لَكَ كَيْدًاۖ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ لِلْإِنسَٰنِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ٥﴾[72]

"انہوں نے کہا کہ بیٹا اپنے خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا نہیں تو وہ تمہارے حق میں کوئی فریب کی چال چلیں گے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

3۔ اللہ کی نافرمانی سے بہتر ہے کہ مشکلات کا سامنا کیا جائے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں رہنے کو ترجیح دی، کیونکہ وہ فرعون کی بیوی کی ناجائز خواہشات کو پورا نہیں کرنا چاہتے تھے۔ انھوں نے کہا:

﴿قَالَ رَبِّ ٱلسِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِيٓ إِلَيْهِۖ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ ٱلْجَٰهِلِينَ٣٣﴾[73]

«یوسف نے دعا کی کہ پروردگار جس کام کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اس کی نسبت مجھے قید پسند ہے۔ اور اگر تو مجھ سے ان کے فریب کو نہ ہٹائے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانوں میں داخل ہو جاؤں گا۔

4-معاف کرنا اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل ہے:

جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ بنے، اور ان کے بھائیوں سے ان کا سامنا ہوا تو انہوں نے ایک لفظ برا بھلا کہے اور ان کو ملامت کئے بغیر سب کو معاف کر دیا۔ یہ سورہ یوسف کا ایک خوبصورت سبق ہے۔

انھوں نے کہا:﴿قَالَ لَا تَثۡرِيبَ عَلَيۡكُمُ ٱلۡيَوۡمَۖ يَغۡفِرُ ٱللَّهُ لَكُمۡۖ وَهُوَ أَرۡحَمُ ٱلرَّٰحِمِينَ ٩٢﴾[74]

(یوسف نے) کہا کہ آج کے دن سے تم پر کچھ عتاب (وملامت) نہیں ہے۔ خدا تم کو معاف کرے۔ اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے۔

5۔اپنے آپ کو گناہ سے بچاؤ:

حضرت یوسف علیہ السلام ظاہری اور باطنی طور پر خوبصورت تھے۔ اسی خوبصورتی نے بادشاہ کی بیوی کو بدعملی کرنے پر مجبور کیا تھا، اور ان کی ظاہری خوبصورتی نے دوسری عورتوں کو اپنے ہاتھ کاٹنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ان کی باطنی خوبصورتی ان کی بلندی عفت کی وجہ سے تھی، باوجود اس کے کہ گناہ کرنے کے بہت سے مواقع تھے۔ اسی لیے فرعون کی بیوی نے کہا کہ میں نے اسے بہکانا چاہا لیکن اس نے انکار کیا۔ ان کا انکار ان کی طاقت اور اللہ پر یقین کو ظاہر کرتا ہے۔ جب فرعون کی بیوی نے انہیں مائل کرنا چاہا تو انہوں نے ان الفاظ میں اللہ کی پناہ مانگی فرمایا۔

﴿ قَالَ مَعَاذَ ٱللَّهِۖ إِنَّهُۥ رَبِّيٓ أَحۡسَنَ مَثۡوَايَۖ إِنَّهُۥ لَا يُفۡلِحُ ٱلظَّٰلِمُونَ ٢٣﴾[75]

"انہوں نے کہا کہ خدا پناہ میں رکھے۔ وہ (یعنی تمہارے میاں) تو میرے آقا ہیں انہوں نے مجھے اچھی طرح سے رکھا ہے (میں ایسا ظلم نہیں کر سکتا) بے شک ظالم لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔

سورۃ یوسف کا خلاصہ:

1۔ پہلی تین آیتوں میں قرآن مجید کی صفات کا بیان ہیں کہ یہ قصہ دو اہم مقاصد کے لیے نازل فرمایا گیا ہے ایک یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت کا ثبوت اور وہ بھی مخالفین کا اپنا منہ مانگا ثبوت بہم پہنچایا جائے اور ان کے خود تجویز کردہ امتحان میں یہ ثابت کر دیا جائے کہ آپ سنی سنائی باتیں بیان نہیں کرتے بلکہ فی الواقع آپ کو وحی کے ذریعے علم ہوتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی سچی کتاب ہے۔

2۔ آیت چھ تک یوسف کا خواب اور والد کی رائے کا ذکر ہیں۔

3۔ آیت بیس تک کنویں میں پھینکنے کا حادثہ ہے۔

4۔ آیت35 تک عزیز مصر کی بیوی کا فتنہ۔

5۔ آیت53 تک یوسف جیل میں اور بادشاہ کا خواب بیان ہوا ہیں۔

6۔ آیت82 تک یوسف کے بھائیوں کا غلہ کے لئے آنا اور یوسف کی تدبیر۔

7۔ آیت101 تک یوسف کا والد کو دیکھنا اور بھائیوں کو جمع کرنا۔

8۔ آیت104 تک یہ کہ یوسف کا قصہ آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔

9۔ آیت110 تک مشرکین کا اعراض اور ان پر رد کیا گیا ہے۔

الغرض اس کو احسن القصص اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ اس میں ایک حال سے دوسرے حال کی طرف انتقال ہے، جیسا کہ غم سے خوشی کی طرف، تنگی سے فراخی کی طرف، جیل سے آزادی کی طرف، فراق سے وصل کی طرف، خوب سے حقیقت کی طرف، غلامی سے بادشاہی کی طرف، موت سے زندگی کی طرف، اور نابینائی سے بینائی کی طرف۔ اسکے علاوہ اس واقعے میں دین بھی ہے دنیا بھی ہے، توحید وفقہ بھی ہے اور سیرت وسوانح بھی، سیاست وحکومت کے چلانے کے اصول بھی، انسانی نفسیات بھی ہے اور معاشی خوشحالی کی تدبیریں بھی، حُسن وعشق کی کارستانیاں بھی ہیں اور زُہد وتقویٰ کی دستگیری بھی۔ انبیاء وصالحین کا تذکرہ بھی ہے اور ملائکہ وشیاطین کا بھی، جِنّوں اور انسانوں کا ورغلانا بھی، بادشاہوں، تاجروں، عالموں اور جاہلوں کے حالات بھی ہیں تو سیدھے راستے سے ہٹ جانے والی عورتوں کی حیلہ سازی، مکاری بھی بیان کی گئی ہیں۔

الغرض بیمار صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ خواب سچ ہو جاتے ہیں۔ دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ اپنے مل جاتے ہیں۔ ظالم گھٹنے ٹیک دیتا ہے۔ برا کرنے والے کا کیا دھرا اُسکے سامنے آ کھڑا ہوتا ہے۔ اور کامیابی آپ کا مقدر بن جاتی ہے۔ آپ کو اللہ مل جاتا ہے۔ خواہشات اور غلامی کی زنجیریں کمزور ہو کر ٹوٹ جاتی ہیں۔ صبر اور شکر آپ کی عادت بن جاتا ہے۔ مگر یہ ملنا آسان نہیں ہے۔ اس میں سالوں کی مشقت لگتی ہے چاہے وہ ذہنی ہو یا جسمانی۔ آپ کو کئی مرتبہ گر کر کھڑے ہونا پڑتا ہے۔ کئی بار دھوکہ کھانا پڑتا ہے۔ دل کئی بار ٹوٹتا ہے اور پھر جا کر اللہ کا گھر بنتا ہے۔ انسان کے دِل کو کسی مٹّی کے ٹوٹے ہوئے برتن کی طرح ہونا چاہیے۔ جس میں صرف اللہ کی محبت سمائی ہو۔ کسی انسان کی محبت ایک طرف سے اگر اندر آئے تو دوسری طرف سے باہر چلی جائے۔ بس انسان کی منزل اس کا رب ہونا چاہیے۔ گویا اس سورہ مبارکہ کا مطالعہ ہر لحاظ سے ہمیں اپنی زندگی میں گہرائی سے جھانک کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بندگی اصل روح کے مطابق ادا کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

خلاصہ بحث:

قرآن مجید اللہ تعالی کا کلام ہے جو ازلی و ابدی ہے۔ اس سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ قطعی اور اٹل ہے اور یہ علم کا ایک مستند ذریعہ بھی ہے۔ لہذا زیر نظر تحقیقی مقالہ قرآن مجید کی تفسیر "النکت والعیون کا اردو ترجمہ، تحقیق و تخریج" پر مشتمل ہے کہ کلام اللہ کا ترجمہ اور تفسیر والوں میں اپنا نام لکھوا کر ثواب حاصل کیا جائے۔

تفسیر النکت والعیون المعروف بتفسیر ماوردی کا شمار چوتھی صدی ہجری کے اواخر اور پانچویں صدی کے اوائل کی مشہور مستند تفاسیر میں ہوتا ہے۔ یہ قرآن کریم کی مکمل تفسیر بالماثور ہے۔ اس تفسیر میں امام ماوردی رحمہ اللہ نے قرآنی آیات میں قاری پر پوشیدہ رہ جانے والے معانی کی وضاحت کی ہے اور مشکل مقامات کی تفسیر کی ہے۔ نیز یہ تفسیر سلف اور خلف کے اقوال کا جامع ہے۔ النکت والعیون کو مصادر تفسیر میں سے مرکزی اور بنیادی مصدر و مرجع الخلائق کی حیثیت ہر مکتبہ فکر کیلئے حاصل رہی ہے

جس میں تفسیری مصادر اور اصول تفسیر و توضیح کا مکمل لحاظ رکھا گیا ہے، تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القران بالاحادیث والآثار، تفسیر القرآن باقوال الصحابہ والتابعین، تفسیر القران باللغۃ العربیہ اور اثبات لغت کے لئے امام ابوالحسن ماوردی نے، اثبات لغت بذریعہ اشعار عربیہ، و محاورات عرب، اور ضرب الامثال سے ثابت کرتے ہیں۔ مذکورہ تفسیر آیات الاحکام کی بہترین توضیح و تشریح اور فقہی مسائل پر سیر حاصل بحث و تمحیص کے بعد اور دلائل کے روشنی میں مسلک شافعی کو ترجیح دیتی ہے، امام ماوردی رحمہ اللہ بیک وقت عظیم الشان محدث ہونے کیساتھ متکلم اور علوم سیاسیات میں بھی ید طولی رکھتے تھے، اسی وجہ سے تفسیر ماوردی آیات الامارات والسیاسہ اور کلامی و لغوی مسائل پر ریفرنس بک کی حیثیت رکھتی ہے۔

نتائج البحث

1۔ تفسیر النکت والعیون کی محولہ حصے کا اردو ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔
2۔ تفسیر میں وارد آحادیث و آثار اور واقعات سیرت النبی ﷺ کی تخریج و تحقیق مصادر اصلیہ سے کی گئی ہیں۔
3۔ تفسیر میں وارد اقوال مفسرین کی مصادر اصلیہ سے تحقیق و تخریج کی گئی ہیں۔
4۔ محولہ حصہ میں وارد اشعار کی تخریج و تحقیق کیساتھ اردو ترجمہ بھی پیش کیا گیا ہے۔
5۔ مقالہ میں وارد اعلام و اماکن کی تخریج و تحقیق بمع مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے۔
6۔ تفسیر النکت والعیون تفسیر بالماثور کی بہترین شاہکار ہے۔

7۔ تفسیر النکت والعیون میں وارد فقہی اقوال کی تخریج و تحقیق مصادر اصلیہ سے کی گئی ہے۔

8۔ مقالہ کے باب اول میں تفسیر النکت والعیون کا تعارف و منہج اور امام ماوردی رحمہ اللہ کا تفصیلی تعارف پیش کیا گیا ہے۔

امام ماوردی کی تفسیر النکت والعیون کا ترجمہ، تحقیق و تخریج کی کاوش میں جو نتائج حاصل کئے گئے ہیں وہ یہ ہے کہ اس تفسیر میں قرآن مجید کے تفسیر کے متعلق جتنے بھی اقوال و آثار ہیں ان سب کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور کئی سارے مقامات پر اپنے اقوال سے بھی اضافہ کیا ہے، جیسے سورۃ یوسف کی آیت نمبر،78 میں "انا نراک من المحسنين" میں دو اقوال ذکر کرنے کے بعد ایک تیسرے قول کا اضافہ کیا ہیں اور فرماتے ہے "و يحتمل وجها ثالثاً ،انا نراک من العادلين لان العادل محسن" ذکر کیا ہے۔ اس طرح سورۃ رعد کی آیت،14 میں "له دعوة الحق "میں تین اقوال ذکر کرنے کے بعد فرمایا: و يحتمل قولا رابعاً "ان دعوة الحق دعاءه عند الخوف لانه لا يدعى فيه الا اياه "

اس طرح سورۃ ابراہیم میں آیت نمبر 5 میں "ويبغونها عوجا" میں دو اقوال ذکر کرنے کے بعد فرمایا "ويحتمل قولا ثالثاً، ان معناه يلتمسون الدنيا من غير وجهها لان نعمة الله لا تستمد الا بالطاعة دون معصيته، اس طرح اور بھی بہت سارے مقامات ہے۔

اس طرح سورۃ رعد آیت24، "سلام عليكم بما صبرتم" میں کہا ہے، فيه ستة تاويلات، لیکن تفصیل میں پانچواں قول ذکر نہیں کیا ہے، بلکہ چھٹا قول ذکر کیا ہے اور ساتویں کا اضافہ کیا ہے۔ امام ماوردی نے زیادہ تر اقوال تفسیر طبری سے اور ابن ابی حاتم سے لیے ہیں، اس کے علاوہ تفسیر ضحاک سے، مجاز القرآن سے، امام فراء سے اور زجاج سے نقل کئے ہیں، اور کئی سارے اقوال کے مصادر اور مراجع تلاش بسیار کے بعد بھی نہیں ملے لیکن متاخرین مفسرین نے انہی اقوال کا امام ماوردی سے لفظاً یا معناً روایت کیا ہیں۔ جیسے ابن جوزی کی زاد المسیر اور امام سیوطی کی الدر المنثور وغیرہ میں۔

تجاویز و سفارشات

1- امام ماوردی کے تفسیری مصادر اور منہج و اسلوب اور طرز استدلال و استشہاد پر تحقیقی و تعارفی کام کی ضرورت ہیں۔

2۔ تفسیر النکت والعیون میں لغوی و استشہادی مباحث کو بھی یکجا کرنے کی ضرورت ہے۔

3۔ تفسیر النکت والعیون میں فقہی مباحث بذیل آیات الاحکام کی جمع بندی کر کے احکام القرآن کے عنوان سے جمع کیے جاسکتے ہیں۔

4۔ تفسیر النکت والعیون میں وارد معرکۃ الآرا مسائل حقیقۃ السحر و معجزات الرسول و دیگر مکاتب فکر کی تفسیری ذخائر سے تقابل کیا جاسکتا ہے۔

5۔امام ماوردی کے طرزِ استدلال واستشہاد اور منہج تفسیر کا دیگر قدیم وجدید مختلف مکتب ہائے فکر کیساتھ تحقیقی وتقابلی جائزہ پیش کیاجاسکتاہے۔

6۔قرطبہ یونیورسٹی سے گزارش ہے کہ مذکورہ علمی پراجیکٹ جیسے ہی تکمیل کو پہنچ جائے تو نظر ثانی کرواکر فی الفور اس کو افادہ عام کیلئے کتابی شکل میں شائع کیاجاے۔

تفسیر النکت والعیون پر تحقیق کرنے والے محققین کے لیے اور تجاویز بھی پیش کی جاتی ہے۔ کہ امام ماوردی کو اللہ تعالی نے مختلف علوم وفنون میں اچھاخاصا ملکہ عطافرمایاتھا،ان کی بہت سارے تصانیف ہیں،لہذا محققین کے لئے ایک وسیع میدان موجود ہے کہ وہ امام ماوردی پر بحیثیت مفسر،فقیہ،ومحدث کے موضوعات پر کام کریں۔

اور اس تفسیر کا دوسری تفاسیر سے موازنہ کیاجائے،اور راجح اقوال کو جمع کیاجائے۔ جیسے اس پر مختصر النکت والعیون کا کام کرکے اختصار اختیار کیاگیاہے،اس طرح اس میں راجح اقوال کو جمع کرکے القول الراجح من النکت والعیون کا کام ہوسکتاہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1]:السبکی، تاج الدین ابو نصر عبد الوھاب بن علی بن عبد الکافی،(771ھ)،طبقات الشافعیہ الکبری،(بیروت:دار الکتب الاحیاء العربیہ،1918)،267:5۔

[2]:العکری شھاب الدین ابو الفلاح عبد الحی بن احمد بن محمد الحنبلی الدمشقی،ابن عماد،(1089ھ)،شذرات الذھب فی اخبار من الذھب)،(بیروت:دار ابن کثیر دمشق،1989ء)،285:3۔

[3]:السبکی،طبقات الشافعیہ الکبری،267:5۔

[4]:السبکی،طبقات الشافعیہ الکبری،268:5۔

[5]:السبکی،طبقات الشافعیہ الکبری،268:5۔

[6]: ابن الجوزی، ابو الفرج جمال الدین عبد الرحمٰن بن علی بن محمد القرشی البغدادی، (597ھ)المنتظم فی تاریخ الملوک و الامم،ت محمد عبد القادر(بیروت لبنان،دار الکتب العلمیہ 1412ھ)41:16۔

[7]:السبکی،طبقات الشافعیہ الکبری،268:5۔

[8]:ابن خلکان،وفیات الاعیان،282:3۔

[9]:شمس الدین محمد بن علی بن احمد الداودی(945ھ)طبقات المفسرین،(بیروت،دار الکتب العلمیہ لبنان1412ھ)427:1۔

[10]:الذہبی،سیر اعلام النبلاء،64:18۔

[11]: ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 64:12۔

[12]: ابن حجر، لسان المیزان، 24:6۔

[13]: السبکی، طبقات الشافعیہ الکبری، 274:5۔

[14]: خطیب بغدادی، تاریخ مدینۃ السلام 587:13۔

[15]: مصطفی بن عبداللہ مشہور بکاتب چلپی، (1017ھ) کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، (بیروت: دار احیا التراث العربیہ لبنان، طبع 1941ء)1978:2۔

[16]: حاجی خلیفہ، کاتب چلپی، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، 558:1۔

[17]: الذہبی، سیر اعلام النبلاء، 65:18۔

[18]: ابو الحسن علی بن الحسن الھنائی، کراع (310ھ) المنجد فی اللغۃ، (قاہرہ، عالم الکتب، 1988ء) ص836۔

[19]: الجرجانی، علی بن محمد الشریف، کتاب التعریفات، (بیروت لبنان ط1985)۔ باب المیم ص266،

[20]: ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی بن احمد الانصاری الافریقی، (630ھ)، لسان العرب (بیروت، داراحیاء التراث العربی لبنان، 1419)3199:6۔

[21]: الماوردی، ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب (450ھ)، النکت والعیون، (بیروت؛ دار الکتب العلمیہ لبنان طبع، 1400ھ)، 65:1۔

[22]: الماوردی، النکت والعیون، 69:1، 68۔

[23]: الماوردی، النکت والعیون، 422:2۔

[24]: الماوردی، النکت والعیون، 220:6۔

[25]: الماوردی، النکت والعیون، 76:1۔

[26]: التوبہ، 34:9۔

[27]: ھود، 17:11۔

[28]: الماوردی، النکت والعیون، 548:4۔

[29]: بدر محمد الصمیط، منہج الماوردی فی تفسیرہ النکت والعیون، ص85۔

[30]: بدر محمد الصمیط، منہج الماوردی فی تفسیرہ النکت والعیون، ص86۔

[31]: بدر محمد الصمیط، منہج الماوردی فی تفسیرہ النکت والعیون ص87۔

[32]: الماوردی، النکت والعیون، 21:1۔

[33]: الماوردی، النکت والعیون، 21:1۔

[34] مؤتلف اور مختلف محدثین کی اصطلاح ہے اس کا مطلب ہے راویوں کے نام القاب اور کنیت جو صورت اور لکھنے میں تو ایک جیسے ہے تو اسے مؤتلف لیکن بولنے میں مختلف ہو تو اسے مختلف کہتے ہیں۔، خطیب بغدادی، مفاتیح التفسیر، 724:2۔

[35] : آل عمران، 79:3۔

[36] : الماوردی، النکت والعیون، 405:1۔

[37] : الطبری، محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب، الآملی، ابو جعفر، (310ھ) جامع البیان فی تاؤیل ای القرآن، (مصر ، مرکز البحوث والدراسات الاسلامیہ قاہرہ، 1422ھ)5:524۔

[38] : الاحزب، 38:33۔

[39] : الماوردی، النکت والعیون، 328:3۔

[40] : الشعراء، 89:26۔

[41] : الماوردی، النکت والعیون، 179:3۔

[42] : الاحقاف، 29:46۔

[43] : الماوردی، النکت والعیون، 39:4۔

[44] : الحجر، 94:15۔

[45] : الماوردی، النکت والعیون، 380:2۔

[46] : الانفال، 24:8۔

[47] : الماوردی، النکت والعیون، 94:2۔

[48] : البقرہ، 177:2۔

[49] : الماوردی، النکت والعیون، 182:1۔

[50] : الفتح، 10:48۔

[51] : الماوردی، النکت والعیون، 60:4۔

[52] : التکویر، 24:81۔

[53] : البلد، 4:90۔

[54] : آپ لبید بن ربیعہ بن مالک ابو عقیل العامری (41ھ) ہے، زمانہ جاہلیت کے بڑے شعراء میں سے تھے اہل نجد میں سے تھے اسلام لائے اور مؤلفۃ القلوب میں سے تھے اسلام لانے کے بعد اشعار کہنا چھوڑ دیا، صرف ایک شعر "ما عاتب المرء الکریم کنفسہ والمرء یصلح الجلیس الصالح، کوفہ میں عرصہ دراز تک زندہ رہے، اور یہ صاحب

معلقہ بھی ہے، دیوان لبید بن ربیعہ العامری، باب حمد وطماس، (بیروت، دارالمعرفت، 1425، ۔ زرکلی، الاعلام، حرف العین، 86:4۔

[55] : لبید بن ربیعہ، العامری، دیوان لبید بن ربیعہ، (بیروت، دارالمعرفت، 2001،) حمد وطماس ص 34، الماوردی، النکت والعیون 276:6۔

[56] : الماوردی، النکت والعیون، 364:2۔

[57] : ھود، 114:11۔

[58] : الماوردی، النکت والعیون، 508:2۔

1: سورۃ یوسف، 111:12۔

[60] : سورۃ یوسف: 3:12۔

[61] : ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی (710ھ)، تفسیر مدارک التنزیل و حقائق التاویل، (لاہور، فرید بک سٹال، 2010) سورۃ یوسف، بذیل ایۃ، 1:12۔

[62] : ابو بکر احمد بن حسین البیہقی، (458ھ)، دلائل النبوہ و معرفۃ احوال صاحب الشریعہ، (بیروت دار الکتب العلمیہ، لبنان 1424ھ)، جماع ابواب اسئلة الیہود وغیرہم۔ الخ، باب ما جاء فی تعجب الحبر الذی سمعه یقرأ سورة یوسف لموافقتها۔۔۔ الخ، 276:6۔

[63] : ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، (261ھ)، الجامع الصحیح، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، طبع، 1428ھ): رقم الحدیث: 162،

[64] : ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، بخاری، (256ھ) الصحیح البخاری، (مصر، المطبعہ السلفیہ بالقاہرہ 1400 ھ)۔ کتاب الأنبياء، باب: قول الله تعالى: واتخذ الله إبراهيم خليلا، 1224/3)

[65] : ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری، (405ھ) المستدرک علی الصحیحین، ((بیروت ط: دار الکتب العلمیۃ) (رقم الحدیث: 4087۔

[66] : محمد بن عیسی بن سورۃ الترمذی، (279ھ) الشمائل المحمدیۃ للترمذی: (بیروت، ط: داراحیاء التراث العربی) (رقم الحدیث: 303۔

[67] : صحیح البخاري، کتاب المناقب، باب: من انتسب إلى آبائه في الإسلام والجاهلية، 1298/3)

[68] : حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی، (852ھ)، فتح الباری لابن حجر العسقلانی، ((بیروت، ط: دار المعرفۃ): (7/210،

[69] : اشرف علی تھانوی، (1943ھ) اشرف الجواب للتھانوی، (مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی کراچی، صفحہ، 495۔

[70] : اشرف علی تھانوی، (1943ھ) نشر الطیب للتھانوی، (مشتاق بک کارنر، لاہور) صفحہ، 64،

[71]: سورہ یوسف،12:100۔

[72]: سورہ یوسف،12:5۔

[73]: سورہ یوسف،12:33۔

[74]: سورہ یوسف،12:92۔

[75]: سورہ یوسف،12:23۔